سوال نمبر ۲: جملوں کی درستگی

1- وہ لب سڑک آپ کا منتظر ہے
وہ سڑک کے کنارے آپ کا منتظر ہے۔

2- دہی کڑوی ہے۔
دہی کڑوا ہے۔

3- نہ ہی کھانا کھایا نہ ہی پانی پیا
نہ کھانا ہی کھایا نہ پانی ہی پیا

4- اس کا دستخط اچھا ہے۔
اس کے دستخط اچھے ہیں

5- طلباء کو کہو کہ وہ وقت کی پابندی کریں
طلباء سے کہو کہ وہ وقت کی پابندی کریں

6- یہ بڑھیا عورت بڑی چالاک ہے۔
یہ بڑھیا بڑی چالاک ہے۔

7- درحقیقت میں وہ سچا ہے۔
درحقیقت وہ سچا ہے۔

8- نقطہ چینی مت کرو
نکتہ چینی مت کرو

Scanned with CamScanner

۹- وہ بہت خوش مند انسان ہے
وہ بہت خوش قسمت/خوش نصیب انسان ہے۔

۱۰- دشمن نے اسے موت کے گھاٹ جا اُتارا
دشمن نے اُسے موت کے گھاٹ اُتار دیا

سوال نمبر 4: پانچ محاورات کو جملوں میں استعمال کریں۔

1- پھولے نہ سمانا

مقابلے کے امتحان میں پاس ہونے اور انٹرویو لسٹ میں نام آنے پر طلباء پھولے نہ سما رہے تھے۔

2- ناک کٹنا

کمپیوٹر پروگرامنگ کے عالمی مقابلے میں پاکستان کی کارکردگی ناک کٹوانے کے مترادف تھی۔

3- ڈوبتے کو تنکے کا سہارا

اکرم کے مشکل معاشی حالات میں اس کے بھائی نے اس طرح مدد کی جیسے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

4- گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے

کوئی بھی بیرونی سازش کسی ملک کی ساکھ کو نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک کہ گھر کا بھیدی لنکا نہ ڈھائے۔

5- سانچ کو آنچ نہیں

جھوٹ کی دلیلیں خواہ کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوں مگر سانچ کو آنچ نہیں۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اقتباس کی تلخیص کیجیے۔

تلخیص:

دلی ہندو اور مسلمانوں کی بادشاہت کا ایک قدیم مرکز رہا ہے جہاں بیک وقت مختلف زبانیں بولی جاتی رہی ہیں۔ ان مختلف زبانوں کی وجہ سے لوگوں میں کافی اختلافات رہے۔ لیکن جب اکبر کی بادشاہت قائم ہوئی تو یہ اختلافات ختم ہونا شروع ہوئے۔ اکبر نے علم کو عام کیا اور فارسی زبان کو لوگوں میں مقبول کیا کیونکہ اس وقت فارسی کے سوا کوئی دوسری زبان معروف نہ تھی۔

عنوان:

- ہندوستان اور لسانی اختلافات
- دلی میں لسانی اختلاف کے خاتمے میں اکبر کی بادشاہت کا کردار

سوال نمبر 6: کانٹ چھانٹ سے گریز کرتے ہوئے انگریزی عبارت کا اردو ترجمہ۔

تیزی سے بدلتی اس دنیا میں، ہم اپنے ملک کے ترقیاتی منصوبوں کو جدید سائنس اور ٹیکنالوجی کی مدد سے بہتری کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ ٹیکنالوجی میں ہونے والی جدیدیت نے قدرتی وسائل پر انحصار کو کم کر دیا ہے۔ عالمی طور پر تیزی سے ہونے والی سائنسی ترقی اور جدیدیت کی وجہ سے انسان مشینوں کی مدد سے نہ صرف کام لے رہا ہے بلکہ دن بدن اپنے کام میں بہتری بھی پیدا کر رہا ہے۔ سائنسی ترقی کا سب سے اہم ترین پہلو انسان کی طرزِ زندگی میں بہتری لانا ہے۔ اس مقصد کے لیے انسان نے سائنسی دریافتوں کو ٹیکنالوجی میں تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے۔

Scanned with CamScanner

سوال نمبر 5: تین اشعار کی تشریح مع شاعر کا نام۔

شعر 1:

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام
آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

مطلوبہ الفاظ کے معنی:

آفاق	دنیا
کارگہ	کام کرنے کی جگہ
شیشہ گری	شیشہ کو تراشنا

شاعر کا نام: میر درد میر

خلاصہ:

یہ دنیا، اس میں رہنے والے لوگ اور ان کے دل، شیشے کی طرح نازک ہیں۔ اس لیے بات کرتے ہوئے اپنے الفاظ کا انتخاب بہترین کریں۔

تشریح:

یہ شعر میر کی غزل سے منتخب کیا گیا ہے۔ میر کی شاعری ان کی زندگی میں درپیش تلخ تجربات کی عکاسی کرتی ہے۔ مندرجہ بالا شعر میں بھی میر نے کچھ اس طرح کے تجربے کو ہی قلم بند کیا ہے۔ انہوں نے دل کی دنیا کو شیشے کی مانند حساس اور نازک قرار دیا ہے۔ اتنا نازک کہ سانس لینے میں بھی احتیاط کی تجویز پیش کی۔ حقیقت میں میر لوگوں کو ان کے الفاظ کے چناؤ کے بارے میں محتاط ہونے کو کہہ رہے ہیں۔ ہمیشہ اس طرح کے الفاظ کا انتخاب کیا جائے جو کسی کی دل آزاری اور تذلیل نہ کریں۔

مذہبی پہلو سے بھی دیکھا جائے تو ہمارا دین اسلام بھی ہمیں نرمی کی ترغیب دیتا ہے۔ ہمارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارشاد فرمایا،

"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اخلاق میں بہترین ہے"۔ کوئی انسان جب اپنے دوسرے مسلمان بھائی کا دل دکھاتا ہے تو وہ بالواسطہ اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے کیونکہ دلوں میں خدا بستا ہے۔ کوئی شخص اگر بدتمیزی یا بداخلاقی کا مظاہرہ کرے تو اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی جائے۔ یہی ہمارے نبی حضرت محمدؐ کی ذات کا بھی خاصہ ہے۔ ان کی زبان کی نرمی کفار کو بھی ان کا گرویدہ رکھتی تھی۔ قرآن پاک کا درمیان جس لفظ پر ہوتا ہے وہ "والیتلطف" ہے جس کے معنی نرمی کے ہیں۔

میر کا یہ شعر سیاسی میدان میں بھی اخلاق کی ترغیب دلاتا ہے۔ جس معاشرے کا حکمران ایسا ہو کہ وہ عدلیہ کی رائے سننا گوارا نہ کرتا ہو، اگر کوئی ایسا کرے تو اس کو سزا دی جاتی ہو، وہاں عوام کو سانس بھی سوچ سمجھ کر لینا پڑتا ہے۔ ایک حکمران کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بعد اپنی عدلیہ کا جوابدہ ہے۔ جس طرح حضرت عمر فاروق اور حضرت علی نے اپنی خلافت کے دور میں عدالت کے سامنے جوابدہی کر کے خود کو عدلیہ کے برابر ثابت کیا۔

شعر 2:

کوئی میرے دل سے پوچھے تیرے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

مطلوبہ الفاظ کے معنی:

تیرِ نیم کش	آدھا کھنچا ہوا تیر
خلش	خلا

شاعر کا نام: اسد اللہ خاں غالب

Scanned with CamScanner

خلاصہ:

عاشق کی طرف اُٹھنے والی محبوب کی نظر اگر
محبت و الفت سے بھری ہوتی تو اس کی نظر کے تیر جگر کو پار
کر جاتے ۔ مگر بے رُخی کی ہر نظر کے تیر دل میں چبھ گئے ہیں جو
آر ہیں نا پار جو کہ عاشق کے لیے خلش کا باعث بن رہے ہیں

تشریح: یہ شعر غالبؔ کے اندازِ بیان کی عکاسی کرتا ہے
جس میں جذبات کا باہمی تعاون نظر آ رہا ہے ۔ غالبؔ کی
شاعری رمز و ایمائیت اور قول و محال کا مجموعہ ہوتی ہے ۔
اس شعر میں غالبؔ نے اپنے دل کی خلش کا باعث محبوب کی
نظروں سے نکلنے والے تیر کو ٹھہرایا ہے ۔
غالبؔ اس شعر میں شکایت
کر رہے ہیں کہ میرے دل کی بے چینی اور خلش کی وجہ محبوب
کی نظر سے نکلنے والے تیر ہیں ۔ وہ تیر اگر تو محبت سے سرشار
ہوتے تو جگر کو چھلنی کر کے نکل جاتے اور اس درد کا مزہ تھا ۔
مگر محبوب کی نظریں جو اُلفت سے بیزار تھیں اور بے مروت
تھیں، اُن سے نکلنے والے تیر جگر میں دھنس کر رہ گئے ہیں ۔
نہ تو وہ آر ہو رہے ہیں نا پار اور اس کا نتیجہ ایک خلش
کی شکل میں نکلا ہے جو نہ جینے دے رہی ہے نہ مرنے ۔
جس طرح ایک اور شعر میں غالبؔ نے کہا،

ع عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

اس شعر میں بھی غالب نے عاشقی کی خصلت صبر اور تمنا
کی خصلت کو بے تاب قرار دیا ہے جو کہ تمام تکالیف اور
آزمائشوں کے باوجود بھی بے تاب رہتی ہیں اور چین
نہیں لینے دیتیں ۔
اس شعر کو اگر ایک دوسرے زاویے سے
سمجھنے کی کوشش کی جائے تو یہ ادھورے پن کو ظاہر کرتا
ہے ۔ کوئی بھی چیز یا کام جو مکمل طور پر نہ ہو، اس کے
لیے پوری جدوجہد نہ کی جائے وہ ادھورا رہ جاتا ہے ۔
یہ شعر عشقِ حقیقی کا رنگ بھی بیان کرتا ہے کہ جب ہم عشق
حقیقی کی تگ و دو کرتے ہیں تو ہمارے دل سے غیر اللہ کی
تمام خواہشات کا ختم ہونا ضروری ہے ۔ ظاہری و باطنی طور پر
اللہ کے حوالے خود کو کر دینا عشقِ حقیقی کی بنیاد ہے ۔ منافقت
کسی بھی رشتے کو زنگ کی طرح کھا جاتی ہے ۔ اس لیے جو
بھی کیا جائے بھرپور کیا جائے ۔

شعر 3:

دہن پر ہیں اُن کے گماں کیسے کیسے
کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے

مطلوبہ الفاظ کے معنی:

دہن	منہ
گماں	خیال
کلام	گفتگو

شاعر کا نام: خواجہ حیدر علی آتشؔ

خلاصہ: اس شعر میں شاعر محبوب کی گفتگو کا مشاہدہ
کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ان کے لبوں سے جو الفاظ نکل رہے
ہیں اُن کا مرکز عاشق کی ذات ہے ۔ پھر خود ہی اپنے
اس خیال کی نفی بھی کر دیتے ہیں ۔

تشریح: خواجہ حیدر علی آتشؔ کا یہ شعر محبوب کے منہ
سے اپنے لیے محبت کے الفاظ سننے کی تڑپ کو بیان
کرتے ہیں ۔ آتشؔ کہتے ہیں کہ میری ذات کا شعرہ

اُن کے لبوں پر ہے، اور وہ میرے بارے میں
گفتگو کرتے ہیں۔ پھر خود اپنی اس سوچ کو
"خیال" اور "قیاس آرائی" کا نام دے کر چھوڑ
دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے محبوب کی بے مروتی سے اچھی
طرح واقف ہیں۔

اس شعر کا دوسرا زاویہ اللہ اور اس کے
بندے کے درمیان تعلق کو بھی واضح کرتا ہے۔ بعض
اوقات ہم کسی چیز کو اس شدت سے چاہتے اور
اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ
کے کُن کے منتظر رہتے ہیں۔ اس دعا کی قبولیت
کے لیے ہماری زبان اور لب مختلف الفاظ کا امتزاج
پیش کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دعا کو قبولیت کا شرف
بخشے۔ اس حوالے میں ایک شعر اس طرح بیان کیا جا
سکتا ہے کہ:

؎ افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اُٹھتے ہیں حجاب آخر

اس شعر میں بھی دعا کی اہمیت اور کوشش کی طاقت کو بھی
اجاگر کیا گیا ہے۔

جس طرح پیاسے کو صحرا میں ہر طرف پانی
نظر آتا ہے، بالکل اُسی طرح آتشؔ نے محبوب کے لبوں
پر اپنی ذات کو دیکھنے کی تڑپ اور گماں کا اظہار کیا ہے۔

سوال نمبر 1: مضمون

موضوع: پاکستان میں سیاحت کا فروغ۔

جدید دور میں سیر و سیاحت ایک صنعت کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔
تاریخی و تفریحی مقامات کی سیاحت سے معاشی سرگرمیوں کو
فروغ حاصل ہوتا ہے۔ عوام کے لیے روزگار اور ملکی آمدنی
میں اضافہ ہوتا ہے۔ غیر ملکی سیاحوں کے آنے سے زرِ مبادلہ
حاصل ہوتا ہے اور معیشت مستحکم ہوتی ہے۔ پاکستان میں
بے شمار تفریحی و سیاحتی مقامات ہیں جہاں فطرت اپنے
رنگ بکھیرتی ہے۔ جن کے نظارے دل و دماغ کو سکون
اور طبیعت کو فرحت بخشتے ہیں۔ یہاں ہر مذہب
کے ماننے والوں کے لیے بھی ثقافتی رنگوں میں رچے ہوئے
قابلِ دید تاریخی مقامات ہیں۔

پاکستان کے مختلف شہر اپنے اندر مختلف
ثقافت اور تہذیب کے دیدہ زیب نظارے سمیٹے ہوئے
ہے۔ جیسے:

⇐ اسلام آباد میں دامنِ کوہ
⇐ لاہور میں شاہی قلعہ، بادشاہی مسجد، مینارِ پاکستان، شالامار باغ، مسجد وزیر خان، چوبرجی، مقبرہ جہانگیر، مزار داتا گنج بخش، انارکلی وغیرہ
⇐ شیخوپورہ میں ہرن مینار
⇐ جہلم کے قریب قلعہ روہتاس
⇐ پشاور میں مسجد مہابت خاں
⇐ چکوال میں ہندوؤں کے لیے کٹاس راج مندر
⇐ سکھ مت ماننے والوں کے لیے ننکانہ صاحب اور گوردوارہ کرتار پور، گوردوارہ پنجہ صاحب حسن ابدال

Scanned with CamScanner

- ہڑپہ (ساہیوال)، موہن جوڈارو (لاڑکانہ) کی پانچ ہزار سالہ قدیم تہذیب کے آثار
- قلعہ رانی کوٹ، جامشورو سندھ
- زیارت بلوچستان میں
- بہاول پور کے محلات، لال سہانڑہ نیشنل پارک، قلعہ ڈیراور

پاکستان میں اگرچہ متعدد تفریحی و سیاحتی اور تاریخی مقامات ہیں لیکن سیاحت کی صنعت کو فروغ حاصل نہیں ہو پا رہا۔ دنیا کے کئی ممالک صرف سیاحت سے کثیر زرمبادلہ کما رہے ہیں جبکہ ہمارے ملک میں غیر ملکی سیاحوں کی آمد کی شرح انتہائی کم یعنی 2 ملین سالانہ ہے۔ البتہ مقامی سیاحوں کی تعداد قدرے حوصلہ افزا ہے۔

سیاحت میں اس کمی کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں سے ایک سیاحوں کے لیے ذرائع نقل و حمل کا فقدان ہے۔ میدانی علاقوں کے مقابلے پہاڑی علاقوں میں نقل مکانی کافی مشکل ہے۔ وہاں راستے اتنے ہموار نہیں کہ عام گاڑی یا موٹر سائیکل کے ذریعے پہنچا جا سکے۔ پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے ماتحت ایسے ذرائع جو نقل و حمل کے لیے آسانی پیدا کریں، مہیا کرنے چاہییں۔

سیاحت کی راہ میں حائل دوسری بڑی رکاوٹ سیاحت کے لیے درکار انفراسٹرکچر ہے۔ موزوں انفراسٹرکچر کی کمی، سیاحت کو بری طرح متاثر کر رہی ہے۔ ہموار سڑکیں، ہسپتال، پبلک بیت الخلاء، مناسب اشاراتی بورڈز، بہترین پانی کا نظام اور ویسٹ مینجمنٹ ایسے انفراسٹرکچرز ہیں جن کی ذمہ داری پاکستان ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن PTDC اور گورنمنٹ کی ہے جبکہ ان انفراسٹرکچرز کی حفاظت عوام کی ذمہ داری ہے تاکہ غیر ملکی سیاحوں پر اچھا تاثر پڑ سکے۔

غیر ملکی سیاحوں کا پاکستان کے سیاحتی و تفریحی مقامات تک رسائی کے راستے میں حائل پاکستان کا بین الاقوامی تاثر ہے۔ بین الاقوامی طور پر پاکستان کو دہشت گردی کا گڑھ تصور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے سیاح خود کو محفوظ محسوس نہیں کر سکتے۔ آئے دن ہونے والے حالات و واقعات سیاحتی انڈسٹری کو بری طرح متاثر کر رہے ہیں۔ نائن الیون کے بعد سے پاکستان کا تاثر مغربی پراپیگنڈا کے ذریعے دہشت گرد ملک کا کر دیا گیا۔ کالاباغ میں PTDC کے ماتحت ایک ٹریننگ سنٹر کو دہشت گردوں نے تباہ کر دیا جس میں ملازمین کو باقاعدہ تربیت دی جاتی تھی۔
اس کے علاوہ سیاحتی مقامات پر ناکافی رہائشی سہولیات، زیادہ نرخوں پر ہوٹل کے کمرے دینا اور اپنے ذاتی معاشی مفاد کے لیے سیاحوں کو سہولیات کے نام پر لوٹنا جیسے مسائل درپیش ہیں۔

ان تمام مسائل کی ایک سب سے بڑی وجہ حکومت کی عدم توجہی بھی ہے۔ حکومتی سرپرستی سیاحت و تفریح کو فروغ دلانے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ متعلقہ حکومتی اداروں کی غفلت اور سرپرستی کا فقدان ہماری سیاحت کو زوال کی طرف لے جا رہا ہے۔ جہاں سیاحت ملک کی GDP میں 10.35% تک اضافہ کر سکتی ہے وہیں حکومتی نااہلی معیشت کا ناکارہ بنانے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ PTDC کے ماتحت چار ادارے تھے جن میں ہوٹلز، موٹلز، ٹورسٹ انفارمیشن سنٹرز اور پاکستان ٹورازم لمیٹڈ تھے۔ PTDC نے ان میں سے 3 ہوٹلز [illegible]

نہایت ارزاں قیمت پر فروخت کر دے۔ مزید نقصان تب ہوا جب 2001 اور 2005 کے زلزلے نے امن و امان کی صورتحال خراب کر دی۔ 2010 میں 1973 کے آئین کی اٹھارہویں ترمیم میں جب مختلف اداروں کو صوبوں کے حوالے کر دیا گیا تو تب بھی PTDC کی کارکردگی متاثر ہوئی۔

ان تمام مسائل کے حل کے لیے ٹرانسپورٹ کے نظام کو بہتر بنایا جائے جس سے نقل و حمل میں آسانی ہو سکے۔ اس ضمن میں PTDC اہم کردار ادا کر سکتی ہے کیونکہ اس ادارے کا ایک بڑا مقصد سیاحوں کو ٹرانسپورٹ مہیا کرنا بھی ہے۔ اس وقت ملک میں پاک چائنا اور پاک انڈیا انٹرنیشنل بس سروس جبکہ اندرون ملک اس ادارے کی اپنی بسیں، کوسٹرز اور پائی ایس خدمت سرانجام دے رہی ہیں۔

پاکستان کے روڈ انفراسٹرکچر اور سڑک کے کنارے مناسب اشارات کا استعمال، پانی کی فراہمی، ویسٹ مینجمنٹ اور معتدل نرخوں پر رہائشی مقامات کی بروقت فراہمی سیاحت کے فروغ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس سے معیشت اور بھی مضبوط ہو گی۔

ملک میں ہونے والے دہشتگردی کے واقعات کو کنٹرول کر کے امن و امان کی صورت حال کو اطمینان بخش بنایا جا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ٹیکنالوجی کے استعمال سے اشتہارات کے ذریعے سیاحت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر پاکستان کو امن پسند ملک کے طور پر پیش کیا جائے اور اندرون ملک سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کیا جائے تاکہ کوئی بھی جرائم پیشہ یا مشکوک فرد ملک کو بدنام نہ کر سکے۔ اس سلسلے میں حکومت بہت اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کو زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم کیے جائیں، چیک اینڈ بیلنس کا ایک مکمل نظام بنایا جائے جو اس بات کی یقین دہانی کروا سکے کہ فنڈز کا ناجائز استعمال نہیں ہو رہا۔ ہوٹلز، موٹلز اور دیگر رہائشی مقام جو سیاحتی مراکز پر قائم ہیں ان کے نرخ حکومت کے اعلان کردہ نرخوں کے مطابق ہوں تاکہ سیاحوں کے لیے آسان رہائش کا بندوبست ہو سکے۔

اس وقت پورے پاکستان میں بشمول وادی سوات، کاغان، چترال، گلگت، سکردو، پاک ایران وانگہ، پاک افغان بارڈر، پاک چائنہ بارڈر، پاکس بے کراچی، موہن جوداڑو، خضدار، زیارت، کینجھر جھیل، کوئٹہ، الوبیہ اور بنجوسہ (کشمیر) میں PTDC کے موٹلز موجود ہیں۔ اس کے علاوہ ملتان، ٹیکسلا اور موہن جوداڑو میں PTDC کے ٹریننگ سنٹر بھی موجود ہیں۔ ان تمام اداروں کو فعال رکھنے کے لیے حکومتی سرپرستی کی انتہائی ضرورت ہے۔

اگر آج حکومت اس ادارے کی سرپرستی کرے تو تمام تر نامساعد حالات کے باوجود پاکستان میں سیر و سیاحت ایک منافع بخش صنعت بن سکتی ہے۔ بھارت، نیپال اور کئی ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جو سیر و سیاحت کی صنعت میں کھربوں روپے سالانہ کما رہے ہیں۔

دعا گو:-

اے وطن ہمیشہ شاد رہے تو
میں جہاں بھی رہوں، آباد رہے تو (آمین)